Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

The Prophet of Mercy ﷺ and the Pure Daughters (R.A): An Analytical Study of Emotional and Spiritual Relationship with His Daughters and Granddaughters

نبی رحمت ﷺ اور بناتِ طاہرات ؓ: صاحبزادیوں اور نواسیوں کے ساتھ جذباتی وروحانی تعلق کا مطالعہ

Authors Details

1. **Dr. Shaista Jabeen** (Corresponding Author)
Assistant Professor, Government Graduate College for Women, Jhang Sadar, Pakistan. **Shaista.sadhana@gmail.com**

Citation

Jabeen, Dr. Shaista." Atheism and Islamic Thought: A Critical Study of Historical Evolution, Theoretical Dimensions, and Contemporary Causes and Impacts."*Al-Marjān Research Journal* 3,no.1, Jan-Mar (2025): 654−672.

Submission Timeline

Received: Feb 11, 2025
Revised: Mar 01, 2025
Accepted: Mar 10, 2025
Published Online: April 12, 2025

Publication, Copyright & Licensing

Article QR

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.
All Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

The Prophet of Mercy ﷺ and the Pure Daughters (R.A): An Analytical Study of Emotional and Spiritual Relationship with His Daughters and Granddaughters

نبی رحمت ﷺ اور بناتِ طاہراتؓ: صاحبزادیوں اور نواسیاں کے ساتھ جذباتی وروحانی تعلق کا مطالعہ

ڈاکٹر شائستہ جبین ☆

Abstract

The Prophet Muhammad ﷺ is universally recognized as the Messenger of Allah and the ultimate role model for humanity. However, beyond his prophetic mission, he also served as a loving father and grandfather, embodying the highest standards of compassion, mercy, and spirituality within his family life. This research explores the emotional and spiritual relationship between the Prophet ﷺ and his daughters (Banāt Ṭāhirāt, R.A.) as well as his granddaughters. The study highlights the Prophet's ﷺ exemplary conduct as a parent and grandparent, emphasizing his tenderness, humility, and deep affection. Through a descriptive and analytical method, it examines narrations from Hadith, Seerah, and classical Islamic sources to uncover the Prophet's approach to family life. It further sheds light on how his paternal affection and spiritual guidance nurtured his daughters and granddaughters, strengthening their faith and character. The research argues that this unique relationship not only reflects the Prophet's ﷺ unmatched qualities as a father and grandfather but also serves as a timeless model for Muslim families. By presenting these aspects, the study aims to demonstrate how the Prophet's ﷺ dealings with his household carry enduring lessons of love, mercy, and moral upbringing for contemporary society. Ultimately, this work highlights the Prophet's ﷺ role in shaping an ideal family structure where emotional warmth and spiritual nourishment harmoniously coexisted.

Keywords: Prophet Muhammad ﷺ, Daughters (Banāt Ṭāhirāt R.A.), Granddaughters, Family Relations, Emotional Bond, Spiritual Guidance

تعارف موضوع

نبی رحمت ﷺ کی ذات اقدس نہ صرف بحیثیت رسولِ برحق ہمارے لیے اسوۂ کامل ہے بلکہ بحیثیت والد اور نانا بھی آپ ﷺ کی زندگی ایک درخشاں مثال ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی صاحبزادیوں کو جس محبت، شفقت اور عزت سے نوازا وہ ایک مثالی والد کی تصویر پیش کرتی ہے۔ اسی طرح اپنی نواسیوں کے ساتھ بھی آپ ﷺ کا تعلق نہایت محبت و شفقت پر مبنی تھا۔ اس مطالعے میں نبی کریم ﷺ کے اپنی صاحبزادیوں اور نواسیوں کے ساتھ جذباتی اور روحانی تعلق کا تجزیاتی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ احادیث، کتبِ سیرت اور دیگر اسلامی مصادر کی روشنی میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے گھر کے افراد کے ساتھ کس قدر حسنِ سلوک اور اخلاقِ عظیمہ کا مظاہرہ فرمایا۔

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ گریجویٹ کالج فار ویمن، جھنگ سدر، پاکستان۔

تحقیق سے یہ امر سامنے آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے والد اور نانا کی حیثیت سے اپنی صاحبزادیوں اور نواسیوں کو نہ صرف محبت و شفقت سے نوازا بلکہ روحانی تربیت اور ایمانی رہنمائی بھی عطا فرمائی۔ یہ تعلقات محض جذباتی نہیں تھے بلکہ ایک ایسی بنیاد فراہم کرتے ہیں جو آج بھی مثالی خاندانی زندگی کے اصول مہیا کرتی ہے۔

مبحث اول: موضوع کی اہمیت اور سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

1. ضرورت واہمیت

نبی کریم ﷺ ہر جہت، ہر زاویے اور ہر حوالے سے عام انسانوں سے ممتاز، منفرد اور یکتا تھے لیکن انسان ہونے کے ناطے انسانی فطری و طبعی جذبات واحساسات کے حامل تھے۔ عام لوگوں کی نسبت زیادہ حساس، کریم، مہربان اور شفیق ہونے کی بناء پر آپ اپنی اولاد اور ان کی اولاد سے بھی انتہائی محبت کا معاملہ فرماتے تھے۔ اس میں تعلیم امت کا پہلو بھی شامل تھا اور امت کے لئے اہل وعیال سے برتاؤ کے معاملے میں بھی بہترین اسوہ حسنہ چھوڑنا مقصود تھا۔ آپ نے ہادی عالم، محسن انسانیت اور معلم اخلاق ہونے کے ناطے اپنی چھوٹی بڑی، سگی سوتیلی تمام اولادوں اور ان کے بچوں کے ساتھ بھرپور اور مثالی پیار کا رویہ اپناتے ہوئے دور جاہلیت کے اس تصور کی نفی فرمائی جس میں اولاد خصوصاً بچیوں کے ساتھ قرب و محبت کو معاشرت آداب و تہذیب کے منافی خیال کیا جاتا تھا۔ جمہور علماء انساب و سیرت کے مطابق نبی کریم ﷺ کے ہاں تین صاحبزادے حضرت قاسم، حضرت عبد اللہ (جن کا لقب طاہر وطیب تھا) اور حضرت ابراہیم اور چار صاحبزادیاں حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ اور حضرت فاطمہؓ کی پیدائش ہوئی۔ ان میں سیدنا ابراہیم کے سوا باقی تمام اولاد حضرت خدیجہؓ کے بطن سے پیدا ہوئی۔[1]

2. سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

نبی کریم ﷺ کی بنات طاہرات خصوصاً بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا کی سیرت کے حوالے سے متعدد زبانوں میں کتب تحریر کی گئی ہیں جن میں اردو زبان میں مولانا عبد المجید سوہدروی کی تصنیف، سیرت فاطمہ عنہا، ڈاکٹر طاہر القادری کی، سیرت سیدہ عالم فاطمۃ الزہرا، طالب ہاشمی کی کتاب، سیرت فاطمہ زہرا، مولانا محمد یونس قادری کی کتاب، سیرت فاطمہؓ شامل ہیں۔ دیگر بنات کے حوالے سے الگ کتب تو تصنیف نہیں ہوئیں لیکن امہات المؤمنین اور صحابیات کے حوالے سے تحریر کردہ کتب میں ان کے تذکار بھی ملتے ہیں۔ سیدہ زینبؓ تمام سیرت نگاروں کے مطابق بالاتفاق، حضرت خدیجہؓ کے بطن سے نبی کریم ﷺ کی پہلی صلبی اور بڑی صاحبزادی تھیں۔ سیرت نگاران کا اس امر میں اختلاف تو مذکور ہے کہ وہ بڑی تھیں یا صاحبزادہ قاسمؓ لیکن اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ اپنی بہنوں میں سب سے بڑی تھیں اور نبی کریم ﷺ کے اعلانِ نبوت سے دس گیارہ سال قبل پیدا ہوئیں۔[2]

---

[1] . Ibn Isḥāq, Muḥammad ibn Yasār, *Sīrat an-Nabawiyya* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyya, 1398 AH/1977), 1:301; Ibn Saʻd, Muḥammad, *Aṭ-Ṭabaqāt al-Kubrā* (Bayrūt: Dār al-Fikr, 1400 AH/1980), 8:165.;Ibn Qayyim, Shams ad-Dīn, *Zād al-Maʻād fī Hudā Khayr al-ʻIbād* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyya, 1400 AH/1980), 1:103; Haythamī, Nūr ad-Dīn ʻAlī, *Majmaʻ az-Zawāʼid* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyya, 1400 AH/1980), Kitāb al-Manāqib, "Bāb mā jāʼa fī Awlād ar-Rasūl," Ḥadīth no. 15244, 9:349; Ibn Kathīr, Ismāʻīl ibn ʻAlī, *Al-Bidāya wa an-Nihāya* (Bayrūt: Dār al-Fikr, 1400 AH/1980), 5:307; Qasṭallānī, Aḥmad ibn Muḥammad, *Al-Mawāhib al-Laduniyya maʻa Sharḥ az-Zarqānī* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyya, 1400 AH/1980), 4:314; Ibn Hishām, Muḥammad ibn Isḥāq al-Madanī, *Sīrat an-Nabawiyya* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyya, 1400 AH/1980), 1:190.

[2] Ḥibbān, Abū Ḥātim Muḥammad, *Kitāb ath-Thiqāt* (Bayrūt: Dār al-Fikr, 1396 AH/1975), 1:47; Muḥibb aṭ-Ṭabarī, Aḥmad ibn ʻAbd Allāh, *Dhakhāʼir al-ʻUqbā* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyya,

گھر میں ہونے والی پہلی پہلی بچی کے ساتھ انتہائی محبت وشفقت ایک فطری امر ہے اور ہر صاحب اولاد اس بات سے بخوبی آگاہ ہے کہ پہلے بچے کی بار دل کی کیفیت ہی عجب ہوا کرتی ہے۔اس پر طرہ یہ کہ اگر بچہ ظاہری و باطنی اور صورت و سیرت کے محاسن میں بھی نہایت خوش بخت ہو تو والدین کے اس کی ساتھ کا محبت کا دوچند ہونا باعثِ حیرت نہیں ہے۔

مبحث دوم: نبی رحمت ﷺ اور بناتِ طاہراتؓ–صاحبزادیوں کے ساتھ جذباتی وروحانی تعلق

1. سیدہ زینبؓ کے ساتھ پدری محبت اور ہجرت کے مصائب میں معاونت

سیدہ زینبؓ اپنے خَلق اور خُلق دونوں کی بناء پر اپنے والدین کی واضح تصویر تھیں اور نبی کریم ﷺ کو اپنی ان لختِ جگر سے بہت محبت تھی۔ سیرت نگاروں نے اس محبت کا ان الفاظ میں تذکرہ فرمایاہے۔ **وكان رسول الله ﷺ محبا فيها اولها عليها السلام**۔اور رسول مقبول ﷺ ان سے بڑی محبت فرمانے والے تھے[3]. حضرت زینبؓ اپنے والد محترم کے اعلانِ نبوت کے بعد اپنی والدہ کے ہمراہ ہی ایمان لائیں، گویاوہ بھی اولین ایمان لانے والوں میں شامل ہیں[4]. نبی کریم ﷺ نے حضرت خدیجہؓ کی خواہش پر اپنی ان صاحبزادی کا نکاح حضرت خدیجہؓ کے بھانجے ابوالعاص (لقیط) بن ربیع سے کر دیا، کیونکہ آپؐ اپنی وفادار بیوی کی رائے کی مخالفت نہیں فرماتے تھے۔دوسرے ابوالعاص کا شمار مال، امانت اور تجارت کے اعتبار سے مکہ کے گنے چنے لوگوں میں ہوتا تھا[5].

اعلانِ نبوت کے بعد جب کفار مکہ نے نبی کریم ﷺ کو ہر طرح سے ایذا پہنچانے میں اپنی تمام تر قوت لگادی۔اس وقت آپؐ کو مزید تکلیف سے دوچار کرنے کے لئے مشرکین مکہ آپؐ کے داماد ابوالعاص کے پاس گئے اور انہیں اکسایا کہ وہ آپؐ کی صاحبزادی کو طلاق دے دیں اور بدلہ میں وہ قریش کی جس عورت سے نکاح کرنا چاہیں، اس عورت کو ان کے نکاح کے لئے رضامند کر لیا جائے گا۔ان کے جواب انہوں نے کہا:

> **لا ها الله، ازا لا أفارق صاحبتی، وما أحب ان لی بامر اتی امراة من قريش۔**
>
> 'ہر گز نہیں، اللہ کی قسم! میں اپنی بیوی زینب سے ہر گز جدا نہیں ہو سکتا اور مجھے بالکل پسند نہیں ہے کہ میرے لئے زینب کے علاوہ قریش کی کوئی اور عورت ہو[6]

یہی وجہ تھی کہ نبی کریمؐ اپنے ان داماد کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ ابوالعاص بہترین داماد ہیں۔[7] حالانکہ اس وقت تک ابوالعاص نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔یہ حقیقت ہے کہ جب والدین کی بیاہی بیٹی اپنے گھر میں حسنِ معاشرت، خوش اخلاقی، شیریں بیانی اور ایثار و قربانی

1400 AH/1980), 156;Shāmī, Muḥammad ibn Yūsuf, *Subul al-Hudā wa ar-Rashād* (Lāhawr: Zāwiya Publishers, 1434 AH/2013), 11:1[2]

[3] Ibn ʻAbd al-Barr, Yūsuf ibn ʻAbd Allāh, *Al-Istīʻāb* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyya, 1400 AH/1980), 4:305; Ad-Diyār Bakrī, Ḥusayn ibn Muḥammad, *Tārīkh al-Khamīs* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyya, 1400 AH/1980), 1:273; Ibn Sayyid an-Nās, Muḥammad ibn ʻAbd Allāh, *ʻUyūn al-Athar* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyya, 1400 AH/1980), 2:358

[4] Balādhurī, Aḥmad ibn Yaḥyā, *Ansāb al-Ashrāf* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyya, 1400 AH/1980), 2:358; Shāmī, Muḥammad ibn Yūsuf, *Subul al-Hudā wa ar-Rashād*, 11:29.

[5] Haythamī, Nūr ad-Dīn ʻAlī, *Majmaʻ az-Zawāʼid*, "Bāb mā jāʼa fī Faḍl Zaynab bint Rasūl Allāh," Ḥadīth no. 15233, 9:342; Muḥibb aṭ-Ṭabarī, Aḥmad ibn ʻAbd Allāh, *Dhakhāʼir al-ʻUqbā*, al-Faṣl ar-Rābiʻ, 157; Ibn Saʻd, Muḥammad, *Aṭ-Ṭabaqāt al-Kubrā*, 8:258; Ibn Ḥajar al-ʻAsqalānī, *Al-Iṣāba* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyya, 1400 AH/1980), 4:2287; Balādhurī, Aḥmad ibn Yaḥyā, *Ansāb al-Ashrāf*, 2:23.

[6] Haythamī, Nūr ad-Dīn ʻAlī, *Majmaʻ az-Zawāʼid*, 9:211

[7] Haythamī, Nūr ad-Dīn ʻAlī, *Majmaʻ az-Zawāʼid*, 9:213.

جیسی خصوصیات کی بناء پر اپنے خاوند کے دل میں گھر کر لے تو اس سے بڑھ کر والدین کے لئے اور کوئی راحت نہیں ہوتی۔ کچھ یہی صورتِ حال حضرت زینبؓ کی تھی۔ ان کے خاوند اپنی ازدواجی زندگی سے خوش اور اپنی رفیقہ حیات کی طرف سے مطمئن تھے۔ اس لئے انہوں نے قریش کی پیشکش کو بلاتردد رد کر دیا۔ ان کے اس عمل سے نبی کریمؐ بہت خوش ہوئے اور بعض مواقع پر ان کے طرزِ عمل کی تحسین فرمائی۔ غزوہ بدر کے قیدیوں میں نبی کریمؐ کے بڑے داماد ابوالعاص بھی شامل تھے۔ قیدیوں کے حوالے سے جب یہ طے پا گیا کہ ان سے حسبِ استطاعت فدیہ لے کر انہیں رہا کر دیا جائے۔ کفارِ مکہ نے اپنے اپنے قیدیوں کی رہائی کے لئے زرِ فدیہ بھیجنا شروع کیا تو حضرت عائشہؓ کی روایت کے مطابق سیدہ زینب بنت رسولؐ نے بھی مکہ سے اپنے شوہر کی رہائی کے لئے ان کے بھائی عمرو بن ربیع کے ہاتھ زر فدیہ بھجوایا۔ اس میں وہ ہار بھی شامل تھا جو ان کی والدہ سیدہ خدیجہؓ نے ان کی شادی کے موقع پر انہیں بطور تحفہ دیا تھا۔ جب رسول کریم ﷺ کی نگاہ اس ہار پر پڑی تو شفقت پدری کا جذبہ بیدار ہو گیا۔ بیٹی کی دوری، مجبوری کے احساس کے ساتھ اپنی غمخوار رفیقہ حیات حضرت خدیجہؓ کی یاد تازہ ہو گئی اور آپؐ پر رقت طاری ہو گئی۔ اس موقع پر بجائے حکم دینے کے آپؐ نے صحابہ کرامؓ سے درخواست کی:

إِنْ رَأَيْتُمْ أَنْ تُطْلِقُوا لَهَا أَسِيرَهَا وَتَرُدُّوا عَلَيْهَا الَّذِي لَهَا

'اگر تم مناسب سمجھو تو ابوالعاص کو رہا کر دو اور زینب کا ہار واپس کر دو تو تم ایسا کر سکتے ہو'۔ اس پر جان نثار صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم ابوالعاص کو بلا فدیہ رہا کرتے ہیں اور حضرت زینبؓ کا ہار واپس کرتے ہیں[8] '۔

اس موقع پر آپؐ نے ابوالعاص سے یہ پختہ عہد لیا کہ وہ حضرت زینبؓ کو آپؐ کے پاس بھیج دیں گے اور انہیں مدینہ ہجرت کی اجازت دیں گے۔ اس معاہدہ کے مطابق انہوں نے اپنے بھائی کے ہمراہ حضرت زینب کو مدینہ روانہ کر دیا۔ قریش مکہ کو خبر ہوئی تو انہوں نے پیچھا کر کے حملہ کیا۔ ہبار بن اسود کے تیر سے سیدہ زخمی ہو گئیں لیکن ان کے دیور انہیں وہاں سے نکال کر بحفاظت مقامِ تنعیم تک (جہاں نبی کریم ﷺ کی طرف سے حضرت زید بن حارثہؓ اور ایک انصاری صحابی ان کے منتظر تھے) پہنچانے میں کامیاب رہے[9] .

نبی کریم ﷺ کی ان لختِ جگر نے اسلام کے لئے ہجرت کی اور اس راستے میں مصائب و آلام برداشت کئے۔ جب آپؓ ہجرت کے بعد مدینہ پہنچ کر دربار رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئیں تو آپؐ نے ان الفاظ کے ساتھ ان کا استقبال فرمایا: **ھی خیر بناتی، اصیبت فی** یہ میری بہترین بیٹی ہے، جسے میری وجہ سے ستایا گیا[10]

ایسا آپؐ نے اس لئے فرمایا کہ ہجرت کے لئے راستے میں ان پر حملہ ہوا۔ ایک مشرک کا تیر لگنے سے آپؓ اونٹنی سے نیچے گر پڑیں اور آپؓ کا حمل ضائع ہو گیا۔ یہی زخم بعد میں پھر تازہ ہوا جو آپؓ کی وفات کا سبب بنا۔ نبی کریم ﷺ حضرت زینبؓ سے نہ صرف محبت کرتے تھے بلکہ آپؐ اپنی صاحبزادیوں کے ہر عمل میں ان کا ساتھ دینے والے شفیق والد تھے۔ جمادی الاول چھ ہجری میں مکہ مکرمہ سے قریش کا ایک تجارتی قافلہ شام کے

---

[8] Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ash'ath, *As-Sunan* (Bayrūt: Dār al-Kutub al Ilmiyya, 1400 AH/1980), Kitāb al-Jihād, "Bāb Fidā' al-Asīr bil-Māl," Ḥadīth no. 2692.

[9] Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ash'ath, *As-Sunan* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1400 AH/1980), Kitāb al-Jihād, "Bāb Fidā' al-Asīr bil-Māl," Ḥadīth no. 2692; Mullā 'Alī Qārī, *Mirqāt al-Mafātīḥ* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1400 AH/1980), 8:14; Bayhaqī, Aḥmad ibn al-Ḥusayn, *Dalā'il an-Nubuwwa* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1400 AH/1980), "Bāb mā jā'a fī Zaynab bint Rasūl," 2:243; Ibn 'Asākir, 'Alī ibn al-Ḥasan, *Mukhtaṣar Tārīkh Dimashq* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1400 AH/1980), 29:443.

[10] . Ibn 'Asākir, 'Alī ibn al-Ḥasan, **Mukhtaṣar Tārīkh Dimashq* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1400 AH/1980), 29:443*

لئے عازم سفر ہوا۔ حضرت ابو العاص بھی اس قافلے میں شامل تھے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت زید بن حارثہؓ کو چند سواروں کے ہمراہ قافلہ کے تعاقب کے لئے روانہ کیا۔ حضرت زیدؓ نے مقام عیص میں اس قافلہ کو پایا، کچھ لوگ گرفتار ہوئے اور کچھ بھاگنے میں کامیاب ہوگئے۔ حضرت ابو العاص کسی طرح چھپتے چھپاتے حضرت زینبؓ کے ہاں پہنچ گئے اور ان سے پناہ طلب کی۔ نمازِ فجر کے بعد حضرت زینبؓ نے ندا دی:

انی قد اجرت ابا العاص بن الربیع

بے شک میں نے ابو العاص بن ربیع کو پناہ دی ہے۔[11]

اس پر اللہ کے رسولؐ نے فرمایا: اے لوگو! کیا تم نے بھی سنا جو میں نے سنا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا! جی ہاں۔ پھر آپؐ نے (قیاس آرائیوں، شک و شبہ کا خاتمہ کرنے کے لئے) فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ مجھے اس امر کا بالکل علم نہ تھا حتیٰ کہ میں نے وہ بات سنی جو تم سب نے سنی ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے ایک مستقل شرعی ضابطے کے طور پر ارشاد فرمایا: 'بے شک مسلمانوں کا ادنیٰ سے ادنیٰ اور کمتر سے کمتر آدمی بھی کسی کو پناہ دے سکتا ہے'۔

جب سب لوگ مسجد سے چلے گئے تو آپؐ نے حضرت زینبؓ سے فرمایا: بیٹا اس کو عزت واحترام سے ٹھہراؤ لیکن وہ تمہارے ساتھ خلوت نہ کرے کہ وہ کافر اور تم مسلمان ہو۔ پھر ان مجاہدین کو بلا بھیجا جو اس قافلے کے لوگوں کو گرفتار کر کے لائے تھے اور ابو العاص کا سامان بھی ان کے قبضہ میں تھا۔ ان سے فرمایا: تم اس آدمی سے میری رشتہ داری اور تعلق کو بخوبی سمجھتے ہو۔ اگر تم لوگ اس کا مال اسے لوٹا دو تو یہ چیز ہمیں پسند ہے اور اگر تم اسے واپس نہ کرو تو بلاشبہ اس مال فئے کے زیادہ حقدار اور مالک ہو جو اللہ نے تمہیں دیا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ہم اس کا مال اس کو واپس لوٹا دیں گے۔[12] چنانچہ انہوں نے ابو العاص کا ذاتی مال اور دیگر لوگوں کا مال جو ان کے پاس تھا، انہیں واپس کر دیا۔

ابو العاص تمام مال لے کر مکہ پہنچے، لوگوں کی امانتیں انہیں واپس کیں اور علی الاعلان اسلام قبول کر کے مدینہ واپس آگئے۔ نبی کریم ﷺ نے سابقہ نکاح پر ہی حضرت زینبؓ کو ان کی زوجیت میں دے دیا۔[13]

جب حضرت زینبؓ کا انتقال ہوا تو ان کے غسل اور کفن دفن کے لئے آپؐ نے بطور خاص اہتمام فرمایا۔ غسل دینے والی خواتین کو غسل کا طریقہ بتایا۔ جب غسل میت کے بعد آپؐ کو اطلاع کی گئی تو فرطِ محبت وشفقت سے اپنا تہہ بنا اتار کر عنایت فرمایا کہ اسے کفن سے نیچے بدن سے متصل کر کے پہنا دو۔ تجہیز وتکفین کے بعد آپؐ نے خود نماز جنازہ پڑھائی۔[14]

نمازِ جنازہ کے بعد جب آپؐ کی لختِ جگر کا جنت البقیع میں دفن کا مرحلہ آیا تو اس وقت بھی آپؐ نے ان کے لئے غیر معمولی پدرانہ شفقت ومحبت کا مظاہرہ فرمایا۔ عینی شاہدین کے مطابق تدفین کے آپؐ اس قدر مغموم اور دل گرفتہ دکھائی دے رہے تھے کہ کسی کو آپؐ کو مخاطب کرنے کی ہمت

[11] Bayhaqī, Aḥmad ibn al-Ḥusayn, *Dalā'il an-Nubuwwa* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1400 AH/1980), "Bāb mā jā'a fī Zaynab bint Rasūl," 2:243.

[12] . Balādhurī, Aḥmad ibn Yaḥyā, **Ansāb al-Ashrāf**, 1:400; Haythamī, Nūr ad-Dīn 'Alī, **Majma' az-Zawā'id**, 3:47; Muḥibb aṭ-Ṭabarī, Aḥmad ibn 'Abd Allāh, **Dhakhā'ir al-'Uqbā**, 160; 'Alī Muttaqī al-Hindī, **Kanz al-'Ummāl** (Bayrūt: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1400 AH/1980), Kitāb al-Mawt, "Bāb Qism al-Af'āl lis-Su'āl li-Qabr wa 'Adhābihi," Ḥadīth no. 42933, 15:312; Zarqānī, Muḥammad ibn 'Abd al-Bāqī, **Sharḥ az-Zarqānī* 'alā al-Mawāhib al-Laduniyya* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1400 AH/1980), 4:322; Ibn Sa'd, Muḥammad, **Aṭ-Ṭabaqāt al-Kubrā**, 8:29.

[13] . Ibn Hishām, Muḥammad ibn Isḥāq, **Sīrat an-Nabawiyya**, "Islām Abī al-'Āṣ ibn ar-Rabī'," 2:292; Ibn Ḥajar al-'Asqalānī, **Al-Iṣāba**, "Abū al-'Āṣ ibn Rabī'," 4:2287; Mullā 'Alī Qārī, **Mirqāt al-Mafātīḥ**, Kitāb al-Jihād, "Bāb Ḥukm al-Asrā," 8:15.

[14] Balādhurī, Aḥmad ibn Yaḥyā, **Ansāb al-Ashrāf**, 1:400

نہیں ہو رہی تھی۔ سب آپؐ کی کیفیت کے زیرِ اثر چپ چاپ بیٹھے تھے۔ قبر تیار ہونے کی اطلاع پر آپؐ بنفسِ نفیس خود قبر میں اترے۔ تھوڑی دیر بعد باہر تشریف لائے تو چہرہ انور کسی قدر بہتر تھا۔ ہم نے اس تبدیلی کی وجہ دریافت کی تو فرمایا: میں قبر کی تنگی اور اپنی بیٹی کے ضعف کو یاد کر رہا تھا اور یہ میرے اوپر بہت شاق گزر رہا تھا۔ میں نے بارگاہ خداوندی میں اپنی بیٹی کے لئے آسانی اور تخفیف کی دعا کی تو اللہ کریم نے میری دعا قبول فرما لی۔ اس لئے میرا چہرہ بھی بہتر ہو گیا[15]

2. سیدہ رقیہؓ اور سیدہ ام کلثومؓ کے نکاح، ہجرت اور وفات کے موقع پر شفقت کا اظہار

حضرت رقیہؓ نبی کریم ﷺ کی دوسری صاحبزادی ہیں۔ آپؓ حضرت زینب کے تین برس بعد پیدا ہوئیں۔ اس وقت نبی اکرم ﷺ کی عمر مبارک تقریباً تینتیس برس تھی۔[16] حضرت رقیہؓ نے نبی کریمؐ کی آغوش میں پرورش پائی۔ جب نبی کریمؐ نے بنوت کا اعلان کیا، اس وقت حضرت رقیہؓ کی عمر مبارک سات سال تھی۔ جب حضرت خدیجہؓ نے اسلام قبول کیا، حضرت رقیہؓ نے بھی ان کے ساتھ اسلام قبول کیا اور السابقون الاولون میں شمار ہوئیں۔ نبی کریمؐ نے ان کا نکاح اپنے چچا ابو لہب کے بیٹے عتبہ سے کیا تھا لیکن رخصتی نہیں ہوئی تھی۔ جب نزول وحی کا آغاز ہوا اور اسلام کے راستے میں رکاوٹ ڈالنے اور ظلم وستم میں پیش پیش رہنے پر اللہ تعالیٰ نے ابو لہب اور اس کی بیوی کی مذمت فرمائی تو اس وقت ابو لہب نے اپنے بیٹو ں کو بلا کر کہا کہ اگر تم نے نبی کریمؐ کی صاحبزادیوں (حضرت رقیہؓ عتبہ اور حضرت ام کلثومؓ عتیبہ کے نکاح میں تھیں) کو طلاق نہ دی تو میرا تمہارے ساتھ اٹھنا بیٹھنا حرام ہے۔ اس پر اس کے دونوں بیٹوں نے بی بی رقیہؓ اور بی بی ام کلثومؓ کو طلاق دے دی۔[17]

اس طلاق کے بعد نبی کریمؐ نے حضرت رقیہؓ کا نکاح مکہ مکرمہ میں حضرت عثمان بن عفانؓ کے ساتھ کر دیا اور رخصتی بھی ساتھ ہی کر دی۔ حضرت عثمان بن عفانؓ انتہائی حسین وجمیل تھے اور حضرت رقیہؓ بھی بہت خوش شکل تھیں۔ مکہ مکرمہ میں ان کی جوڑی کو 'احسن زوجین' یعنی خوبصورت جوڑا کہا جاتا تھا اور ان کے بارے میں قصائد بھی لکھے گئے[18]

پانچ نبوی میں جب پہلی ہجرت حبشہ ہوئی تو نبی کریمؐ کے حکم پر حضرت عثمانؓ نے بھی حضرت رقیہؓ کے ہمراہ ہجرت کی۔ راہِ خدا میں ہجرت کرنے والوں کا یہ پہلا قافلہ تھا۔ جب کافی وقت تک اس قافلے کے بارے میں کوئی خبر مکہ نہ پہنچی تو نبی کریمؐ بہت مضطرب رہا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک عورت حبشہ سے مکہ پہنچی۔ نبی کریمؐ نے اس سے ہجرت کرنے والوں کے احوال دریافت فرمائے تو اس نے بتایا: میں نے آپؐ کے داماد اور بیٹی کو دیکھا ہے۔ آپؐ نے پوچھا کہ کس حال میں دیکھا تھا تو اس نے کہا: عثمانؓ اپنی بیوی کو سوار کرائے ہوئے تھے اور خود سواری کو چلا رہے تھے۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **صحبهما الله، ان عثمان اول من هاجر باهله بعد لوط عليه السلام۔** اللہ تعالیٰ ان دونوں کا حامی و ناصر ہو۔ حضرت عثمانؓ ان لوگوں میں سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے لوط علیہ السلام کے بعد اپنے اہل وعیال کے ہمراہ ہجرت کی۔[19]*

حبشہ قیام کے دوران جب صحابہ کو علم ہوا کہ نبی کریمؐ مدینہ ہجرت کرنے والے ہیں تو حضرت عثمانؓ بھی حضرت رقیہ کے ہمراہ مکہ مکرمہ واپس آ

---

[15] . Haythamī, Nūr ad-Dīn ʻAlī, *Majmaʻ az-Zawāʼid*, 3:47; Muḥibb aṭ-Ṭabarī, Aḥmad ibn ʻAbd Allāh, *Dhakhāʼir al-ʻUqbā*, 160; ʻAlī Muttaqī al-Hindī, *Kanz al-ʻUmmāl* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyya, 1400 AH/1980), Kitāb al-Mawt, "Bāb Qism al-Afʻāl lis-Suʼāl li-Qabr wa ʻAdhābihi," Ḥadīth no. 42933, 15:312.

[16] Zarqānī, Muḥammad ibn ʻAbd al-Bāqī, *Sharḥ az-Zarqānī ʻalā al-Mawāhib al-Laduniyya* *(Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyya, 1400 AH/1980), 4:32*

[17] Ibn Saʻd, Muḥammad, *Aṭ-Ṭabaqāt .al-Kubrā*, 8:292

[18] Ibn ʻAbd al-Barr, Yūsuf ibn ʻAbd Allāh, *Al-Istīʻāb*, 4:320; Zarqānī, Muḥammad ibn ʻAbd al-Bāqī, *Sharḥ az-Zarqānī ʻalā al-Mawāhib al-Laduniyya*, 4:323.

[19] Ibn Kathīr, Ismāʻīl ibn ʻAlī, *Al-Bidāya wa an-Nihāya*, 3:85

گئے۔ اس دوران نبی اکرمؐ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے جا چکے تھے۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ نے اپنی اہلیہ کے ہمراہ دوسری بار ہجرت فرمائی۔ نبی کریمؐ اپنی ان صاحبزادی کی ضروریات اور آسانی کا کس قدر خیال رکھتے تھے۔ اس کا اندازہ اس روایت سے ہوتا ہے کہ آپؐ نے ام عیاش نامی ایک خادمہ جو آپؐ کے یہاں خدمات انجام دیتی تھیں۔ ان کو اپنی بیٹی حضرت رقیہؓ کی خدمت کے لئے انہیں ہدیہ کر دیا۔ حضرت عثمانؓ صاحبِ حیثیت تھے، وہ اپنی اہلیہ کے لئے خادمہ کا انتظام کر سکتے تھے لیکن آپؐ نے اپنی شفقت پدری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی صاحبزادی کو خادمہ خود ہدیہ فرمائی[20].

اگرچہ نبی کریمؐ کے گھروں میں مسلسل فاقے رہتے تھے اور کئی کئی ماہ تک چولہا جلنے کی نوبت نہ آتی تھی لیکن جب کوئی ایسا موقع آتا کہ گھر میں کھانے کی کوئی اچھی چیز بن جاتی یا کہیں سے کوئی عمدہ کھانے کی چیز بطور ہدیہ مل جاتی تو آپؐ ان کے گھر ضرور بھجواتے۔ ایک بار میں گوشت پکایا گیا تو اس کا پیالہ اپنے محبوب غلام زادے حضرت اسامہ بن زیدؓ کے ہاتھ حضرت رقیہؓ کی طرف بھجوایا (ہو سکتا ہے کہ یہ واقعہ احکام پردہ کے نزول سے قبل کا ہو)۔ حضرت اسامہؓ روایت کرتے ہیں: جب میں حضرت عثمانؓ کے گھر پہنچا تو وہ اپنی اہلیہ سیدہ رقیہؓ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ جب میں واپس لوٹا تو آپؐ نے پوچھا! کیا تم ان کے پاس اندر گئے تھے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، پھر آپؐ نے دریافت فرمایا: کیا تم نے ان سے بڑھ کر کوئی خوبصورت جوڑا دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں[21]

رمضان المبارک ۲ ہجری میں جب نبی کریمؐ غزوہ بدر کے لئے تیاری فرما رہے تھے۔ اس وقت سوئے اتفاق حضرت رقیہؓ چیچک کی بیماری میں مبتلا ہو گئیں۔ یہ انتہائی آزمائش کا موقع تھا جب ایک ایک فرد کی اشد ضرورت تھی اور حضرت عثمانؓ خود بھی غزوہ میں شرکت کے خواہش مند تھے۔ اس کے باوجود آپؐ نے اپنی صاحبزادی کی محبت میں ان کی تیمارداری کے لئے مدینہ میں ہی ٹھہرنے کا حکم دیا اور فرمایا: إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ[22] بے شک تمہارے لئے غزوہ بدر میں حاضر ہونے والوں کے برابر اجر اور غنیمت میں حصہ ہوگا۔

حضرت عثمانؓ اس بشارت کو سن کر مطمئن ہو گئے اور حضرت رقیہؓ کی تیمارداری میں مشغول ہو گئے۔ جب حضرت زید بن حارثہؓ میدان جنگ سے فتح کی خوشخبری سنانے کے لئے مدینہ پہنچے، اس وقت سیدہ رقیہؓ کو دفنانے والے قبر کی مٹی برابر کر رہے تھے۔ یوں وہ نبی کریمؐ کی آمد سے قبل ہی جنت البقیع میں دفن کر دی گئیں[23].

[20] Ibn Athīr, ‘Alī ibn Muḥammad,*Usd *al-Ghāba** (Bayrūt: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyya, 1400 AH/1980), “Dhikr Umm ‘Ayyāsh,” 5:606.

[21] Muḥibb aṭ-Ṭabarī, Aḥmad ibn ‘Abd Allāh, **Dhakhā’ir al-‘Uqbā**, “Dhikr man Zawwajahā Ruqayya bint Rasūl Allāh,” 164; ‘Alī Muttaqī, **Kanz al-‘Ummāl**, “Faḍā’il Dhū an-Nūrayn ‘Uthmān ibn ‘Affān,” 6:380; Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā‘īl, **Aṣ-Ṣaḥīḥ** (Riyāḍ: Dār as-Salām Publishers, 1428 AH/2007), Kitāb al-Manāqib, “Bāb Manāqib ‘Uthmān ibn ‘Affān,” Ḥadīth no. 5233; Haythamī, Nūr ad-Dīn ‘Alī, **Majma‘ az-Zawā’id**, “Bāb mā jā’a fī Ruqayya bint Rasūl Allāh wa Ukhtihā Umm Kulthūm,” Ḥadīth no. 15239, 9:347.

[22] Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā‘īl, **Aṣ-Ṣaḥīḥ** (Riyāḍ: Dār as-Salām Publishers, 1428 AH/2007), Kitāb al-Manāqib, “Bāb Manāqib ‘Uthmān ibn ‘Affān,” Ḥadīth no. 5233; Haythamī, Nūr ad-Dīn ‘Alī, **Majma‘ az-Zawā’id**, “Bāb mā jā’a fī Ruqayya bint Rasūl Allāh wa Ukhtihā Umm Kulthūm,” Ḥadīth no. 15239, 9:347.

[23] Ibn Sa‘d, Muḥammad, **Aṭ-Ṭabaqāt al-Kubrā**, “Dhikr Banāt Rasūl Allāh,” 8:261; Ibn Ḥajar al-‘Asqalānī, **Al-Iṣāba**, “Ruqayya bint Sayyid al-Bashar,” 4:2507; Qāḍī Sulaymān Manṣūr Pūrī, **Raḥma lil-‘Ālamīn** (Karāchī: Al-Ṭāf & Sons, 1400 AH/1980), “Banāt an-Nabī,” 2:103.

جب آپؐ مدینہ واپس پہنچے اور دین کے راستے میں دوبار ہجرت کی صعوبتیں اٹھانے والی اپنی لاڈلی صاحبزادی کی رحلت کی جانکاہ خبر سنی تو آپؐ اسی وقت ان کی قبر پر تشریف لے گئے۔ ان کی مغفرت اور درجات کی بلندی کے لئے دعا گو ہوئے۔ اس وقت آپؐ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ بھی آپؐ کے ہمراہ تھیں۔ بہن کے رحلت کا صدمہ ان کے دل پر تازہ تھا اس لئے ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ نبی کریمؐ نے ازراہ شفقت و محبت خود ان کے آنسو صاف کئے، انہیں تسلی دیتے ہوئے صبر کی تلقین کی[24]۔

ایک بیٹی کی قبر پر کھڑے باپ کے لئے دوسری بیٹی کے بہتے آنسو صاف کرتے ہوئے اسے دلاسہ دینا اور صبر کی تلقین کرنا کس قدر مشکل امر ہو گا لیکن آپؐ تعلیمِ امت کے لئے ہر طرح کی دشواری اور مشکل حالات کا اسی طرح خندہ پیشانی سے سامنا کرتے رہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : لَمَّا عُزِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنَتِهِ رُقَيَّةَ امْرَأَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ دَفْنُ الْبَنَاتِ مِنَ الْمَكْرُمَاتِ[25]

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب نبی کریمؐ سے سیدہ رقیہؓ کی وفات کے بعد تعزیت کی گئی اور صحابہ کرامؓ نے اس غم میں آپؐ کو حوصلہ و تسلی دلائی تو آپؐ نے اس غم میں بھی تسلی کے طور پر فرمایا۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ بیٹیو ں کو زندہ درگور کرنے کی بجائے (ان کی طبعی موت پر) دفن کرنا بھی عزت والے کاموں میں سے ہے۔

اس موقع پر بھی آپؐ نے صحابہ کرام کی تعلیم کا خیال رکھا اور یہ نکتہ بیان کیا کہ عرب جو بیٹیوں کو زندہ دوگور کر دیتے تھے۔ وہ کس قدر ظالمانہ اور جہالت کا فعل تھا۔ بیٹی کی طبعی موت پر دل رنج و غم سے بوجھل سے ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی زندگی ہی اتنی لکھی تھی لیکن اپنے ہاتھوں زندہ بیٹی کو قبر اتار دینا کوئی سنگدل ہی کر سکتا ہے۔ سیدہ ام کلثومؓ کو نبی کریم ﷺ کی تیسری صاحبزادی ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ آپؓ حضرت رقیہؓ سے چھوٹی تھیں۔ جب حضور اکرم ﷺ نے نبوت کا اعلان فرمایا تو اپنی والدہ اور بہنوں کے ساتھ حلقہ بگوش اسلام ہوئیں۔ سیرت نگاران کا اتفاق ہے کہ نبی کریمؐ نے اعلان نبوت سے قبل حضرت ام کلثومؓ کا نکاح اپنے چچا ابو لہب کے بیٹے عتیبہ سے کر دیا تھا لیکن ابھی رخصتی عمل میں نہیں آئی تھی۔ آپؐ نے جب دعوت دین کا آغاز کیا اور ابو لہب اور اس کی بیوی نے شدت سے آپؐ کی مخالفت تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اس درجہ عداوت رسول سورۃ لہب نازل فرمائی۔ اس پر ابو لہب اور اس کی بیوی نے غضبناک ہو کر آپؐ کو ایذا پہنچانے کی نیت سے اپنے بیٹوں کو آپؐ کی صاحبزادیوں کو طلاق دینے کا کہا جس پر انہوں نے رخصتی سے قبل ہی طلاق دے دی۔ ابن سعد کی روایت کے مطابق حضرت ام کلثومؓ نے بھی خاندان کے دیگر افراد کے ہمراہ مدینہ ہجرت فرمائی۔[26]

سیدہ ام کلثومؓ کی عتیبہ سے علیحدگی کے بعد ابھی کسی اور جگہ رشتے کی بات طے نہ ہوئی تھی کہ رمضان ۲ ہجری میں حضرت رقیہؓ کا محض اکیس برس کی عمر میں انتقال ہو گیا۔ ان کے انتقال کے بعد حضرت عثمانؓ بہت مغموم رہتے تھے۔ ایک دن نبی کریم ﷺ نے ان کی یہ حالت دیکھی تو دریافت فرمایا: عثمان! کیا بات ہے ؟ انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! مصیبت کا جو پہاڑ مجھ پر گرا نہیں ہے، کسی اور پر نہیں گرا۔ اللہ کے رسولؐ کی جو بیٹی میرے نکاح میں تھیں، انتقال فرما گئیں، جس سے میری کمر ٹوٹ گئی اور وہ رشتہ مصاہرت ختم ہو گیا جو میرے اور آپؐ کے درمیان تھا۔ نبی

---

[24] Bayhaqī, Aḥmad ibn al-Ḥusayn, *As-Sunan al-Kubrā* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyya, 1400 AH/1980), Kitāb al-Janā’iz, 4:71.

[25] Ibn al-Muqrī, Abū Bakr, *Mu‘jam Ibn al-Muqrī* (Riyāḍ: Maktaba ar-Rushd, 1413 AH/1992), Bāb al-Fā’, “Kitāb man Ismuhu Aḥmad,” Ḥadīth no. 408; Al-Qaḍā‘ī, Shihāb ad-Dīn, *Musnad Shihāb* (Lāhawr: Maktaba Islāmiyya, 1400 AH/1980), “Bāb Dafn al-Banāt min al-Mukarramāt,” Ḥadīth no. 250; Qasṭallānī, Aḥmad ibn Muḥammad, *Al-Mawāhib al-Laduniyya*, 4:324.

[26] Ibn Sa‘d, Muḥammad, *Aṭ-Ṭabaqāt al-Kubrā*, 8:30.

کریمؐ نے انہیں دلاسہ دیا اور فرمایا: میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے ہیں اور مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں ام کلثومؓ کا آپؓ کے ساتھ نکاح کر دوں اور جو مہر رقیہ کا مقرر ہوا تھا، اسی کے موافق ام کلثومؓ کا مہر ہو[27]۔

چنانچہ حضرت ام کلثومؓ کا نکاح، حضرت عثمانؓ کے ساتھ ربیع الاول تین ہجری میں ہوا اور جمادی الاخریٰ میں رخصتی ہوئی۔ روایات کے مطابق سیدہ ام کلثومؓ سے حضرت عثمانؓ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی[28]۔

حضرت عثمان بن عفانؓ کے نکاح میں یکے بعد دیگرے ایک پیغمبر کی دو صاحبزادیوں کا عقد نکاح میں آنا وہ اعزاز ہے جو انسانی تاریخ میں تمام صحابہ کرام سمیت کسی فرد کے حصہ میں نہیں آیا۔ اسی وجہ سے علماء امت نے انہیں 'ذوالنورین' کا منفرد لقب دیا[29]۔

حضرت عثمانؓ کے عقدِ نکاح میں آنے کے بعد سیدہ ام کلثومؓ کوئی چھ برس تک حیات رہیں اور ۹ھ میں عالم جاودانی کو سدھار گئیں۔ ان کے انتقال کے بعد حضرت عثمانؓ کی دل گرفتگی کو دیکھتے ہوئے ان کی ان الفاظ میں ڈھارس بندھائی۔ اگر میری دس بیٹیاں ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے تمہارے نکاح میں دیتا جاتا[30]

آپؐ کے سامنے تیسری صاحبزادی نے بھی وفات پائی تو صابر باپ نے اپنی قریبی خواتین کو ان کی تجہیز و تکفین کی ہدایت فرمائی۔ غسل دینے والی خواتین میں آپؐ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ، حضرت جعفر طیارؓ کی اہلیہ اسماء بنت عمیسؓ اور ام عطیہ انصاریہؓ شامل تھیں۔ غسل کے بعد آپؐ نے ان خواتین کو اپنا تہہ بند دیا کہ اسے کفن کے نیچے میت کے جسم کے ساتھ چپکا دیں۔ آپؐ نے خود نماز جنازہ پڑھائی اور دفن کے لئے میت کو جنت البقیع لایا گیا۔ خادم رسول حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسولؐ قبر کے پاس بیٹھے تھے اور بیٹی کی جدائی کے غم میں آپؐ کی آنکھوں سے آنسو بہتے جا رہے تھے۔ حضرت ابو طلحہ انصاریؓ نبی کریمؐ کی ہدایت پر قبر میں اترے جبکہ بعض روایات کے مطابق حضرت علیؓ، حضرت فضل بن عباسؓ اور حضرت اسامہ بن زیدؓ بھی ان کے ساتھ قبر میں اترے اور تدفین میں معاونت کی[31]

3. سیدہ فاطمہؓ کی تربیت، نکاح اور زندگی کے مختلف مراحل میں لاڈ پیار کی مثالیں

سیدہ فاطمہ الزہراؓ نبی اکرم ﷺ کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی صاحبزادی تھیں۔ آپؓ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیھا کے نام سے معروف ہیں۔ آپؓ نبی کریم ﷺ اور حضرت خدیجہؓ کی آخری اور چھوٹی اولاد ہیں۔ آپ کی ولادت بعثت کے پانچویں سال ۲۰ جمادی الثانی بروز جمعہ مکہ میں ہوئی[32] حضرت فاطمہؓ کے القاب زہرا، سیدۃ نساء العالمین اور بتول ہیں۔ آپ کا مشہور ترین لقب سیدہ نساء العالمین اس مشہور حدیث کی وجہ سے پڑا، جس میں نبی کریم ﷺ نے سیدہ فاطمہ کو دنیا و آخرت میں مومن خواتین کی سردار ہونے کی بشارت دی[33]۔ آپؐ نے فرمایا:

انما سميت فاطمة لان الله فطمها و محبيها عن النار۔

---

[27] Al-Ḥākim an-Naysābūrī, Muḥammad ibn ʻAbd Allāh, *Al-Mustadrak ʻalā aṣ-Ṣaḥīḥayn* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyya, 1411 AH/1990), 4:54.
[28] Ibn Saʻd, Muḥammad, *Aṭ-Ṭabaqāt al-Kubrā*, 8:244.
[29] As.Suyūṭī, Jalāl ad-Dīn, *Tārīkh al-Khulafā'* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyya, 1400 AH/1980), 1:188. . Abū Nuʻaym al-Aṣbahānī, *Maʻrifat aṣ-Ṣaḥāba* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyya, 1400 AH/1980), 1:62.
[30] Haythamī, Nūr ad-Dīn ʻAlī, *Majmaʻ az-Zawā'id*, Ḥadīth no. 5242, 9:348; Ibn Saʻd, Muḥammad, *Aṭ-Ṭabaqāt al-Kubrā*, 8:262.
[31] Ibn Saʻd, Muḥammad, *Aṭ-Ṭabaqāt al-Kubrā*, 8:262; Qasṭallānī, Aḥmad ibn Muḥammad, *Al-Mawāhib al-Laduniyya*, 4:327.
[32] 4:331 *Laduniyya-Mawāhib al-Zarqānī ʻalā al-Sharḥ az*Bāqī, *-. Zarqānī, Muḥammad ibn ʻAbd al[32]-
[33] Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʻīl, *Aṣ-Ṣaḥīḥ*, Kitāb Faḍā'il aṣ-Ṣaḥāba, "Bāb Manāqib Fāṭima ʻalayhā as-salām," Ḥadīth no. 3767.

اس (یعنی میری بیٹی) کا نام فاطمہ اس لئے رکھا گیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کے محبین کو دوزخ سے آزاد کیا ہے[34]

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:

ان فاطمة احصنت فرجها فحرم الله ذريتهما على النار۔

بے شک فاطمہ نے پاکدامنی اختیار کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی اولاد کو دوزخ پر حرام فرمادیا ہے [35]

آپؓ کو بتول اس لئے کہا گیا کہ آپ اپنی عظمت فضیلتِ دین اور حسب نسب کے اعتبار سے اپنے زمانے کی خواتین سے منفرد اور ممتاز تھیں یا اس لئے کہ وہ دنیا کی زیب وزینت اور محبت سے کٹ کر اپنے رب کی طرف متوجہ ہو گئیں تھیں [36]۔اسی طرح ظاہری و باطنی زیب وزینت، زہرت و بہجت اور صفاء و نورانیت کے باعث 'زہرا' کہلاتی تھیں۔[37]

حضرت فاطمہؓ کے بچپن میں ہی ان کا والدہ کا انتقال ہو گیا اس لئے آپؓ کو نبی کریم ﷺ کی خصوصی توجہ اور شفقت حاصل رہی۔ والدہ کے انتقال کے بعد آپؓ کی تربیت کی ذمہ داری نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہ بنت اسدؓ کے سپرد کی۔ یہ ابو طالب کی اہلیہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ تھیں جنھوں نے نبی کریم کی سترہ سال بطور والدہ خدمت کا فریضہ انجام دیا تھا اور آپؐ انہیں اپنی والدہ کا درجہ دیتے تھے، اس لئے سیدہ فاطمہؓ کی تربیت کے لئے ان سے زیادہ آپؐ کس پر انحصار کر سکتے تھے۔ جب حضرت فاطمہ بنت اسد کا انتقال ہوا تو آپؐ نے حضرت فاطمہؓ کی تربیت کی ذمہ داری ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کے سپرد کر دی۔ امہات المؤمنین میں ان کی فہم و فراست اور سمجھ داری کے آپؐ معترف تھے اس لئے اپنی لاڈلی صاحبزادی کی تربیت کا فریضہ ان کے سپرد کیا۔ نبی کریم کو سیدہ فاطمہؓ سے غیر معمولی محبت تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا فوت شدہ تمام اولاد کی محبت بھی یکجا ہو کر سیدہ کے حصے میں آگئی تھی۔ آپؐ کی نگاہ میں یہ صاحبزادی بہت زیادہ قدر و منزلت کی حامل تھیں۔ محدثین و سیرت نگاران کے مطابق جب سیدہ فاطمہ الزہراء آپؐ کی خدمت میں آتیں تو آپؐ ان کے احترام میں نشست سے کھڑے ہو جاتے۔ ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے اور انہیں اپنی نشست پر بٹھاتے۔ حتیٰ کہ مرض الوفات میں بھی جب سیدہ فاطمہؓ آپؐ کے پاس تشریف لائیں تب بھی علالت و نقاہت کے باوجود آپؐ نے انہیں حسبِ معمول انہیں خوش آمدید کہا اور پیشانی پر بوسہ دیا۔ [38]

---

[34] .‘Alī ibn Ḥusām ad-Dīn, *Kanz al-‘Ummāl* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyya, 140٠٠AH/1980), Ḥadīth no. 34224.[34]

[35] Al-Ḥākim, *Mustadrak‘alā aṣ Ṣaḥīḥayn*, “Bāb- Dhikr Manāqib Fāṭima,” Ḥadīth no. 4762

[36] Qasṭallānī Aḥmad ibn Muḥammad, *Al-Mawāhib al-Laduniyya ma‘a Sharḥ az-Zarqānī*, “Faṣl fī Dhikr Awlādihi al-Kirām,” 4:331.

[37] . Kāndhlawī, Muḥammad Idrīs, *Sīrat al-Muṣṭafā* (Karāchī: Al-Ṭāf & Sons, 1400 AH/1980), 2:476.

[38] . Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā‘īl, *Aṣ-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Manāqib, “Bāb Manāqib Qarābat Rasūl Allāh,” Ḥadīth no. 4434. . Muslim ibn al-Ḥajjāj, *Aṣ-Ṣaḥīḥ* (Riyāḍ: Dār as-Salām Publishers, 1428 AH/2007), Kitāb al-Faḍā’il, “Bāb min Faḍā’il Fāṭima,” Ḥadīth no. 6312. Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ash‘ath, *As-Sunan*, Kitāb al-Adab, “Bāb fī Qiyām,” Ḥadīth no. 5255. At-Tirmidhī, Muḥammad ibn ‘Īsā, *Jāmi‘ at-Tirmidhī* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyya, 1400 AH/1980), Abwāb al-Manāqib, “Bāb mā jā’a fī Faḍl Fāṭima,” Ḥadīth no. 3872. Ibn ‘Abd al-Barr al-Andalusī, *Al-Istī‘āb* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyya, 1400 AH/1980), 1896. Al-Ḥākim, *Al-Mustadrak*, Kitāb al-Adab, Ḥadīth no. 7715

حضرت فاطمہؓ وہ خوش نصیب صاحبزادی ہیں جو اپنے عظیم والد محترم کے وصال کے بعد بھی چھ ماہ تک زندہ رہیں۔ روایات میں آتا ہے کہ وصال نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد سیدہ فاطمہؓ کو کسی نے مسکراتے نہیں دیکھا۔ اہلِ بیت میں نبی کریمؐ کے بعد آپؓ سب سے پہلے اللہ کو پیاری ہوئیں۔ آپؓ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ عام دنیاوی ضابطے سے ہٹ کر آپؓ کے اولاد سے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نسل دنیا میں چلی[39]

۲ ہجری میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت فاطمہؓ کا نکاح حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ کر دیا۔ اس رشتے کا حکم اللہ رب العزت کی طرف سے دیا گیا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ میں اللہ کے رسولؐ کے پاس بیٹھا تھا تو اس وقت آپؐ نے فرمایا:

ان اللہ تعالیٰ امرنی ان ازواج فاطمۃ من علی۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کی شادی علی سے کر دوں[40] .

اس حکمِ الٰہی کے بعد رمضان ۲ ہجری میں نکاح ہوا اور تین ماہ بعد ذی الحجہ میں رخصتی عمل میں آئی۔ حضرت علیؓ کو چونکہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی کفالت میں لیا ہوا تھا، اس لئے وہ عقدِ نکاح سے قبل تک آپؐ کے ساتھ ہی رہ رہے تھے۔ اب شادی کے بعد رہائش کے لئے مکان کی ضرورت تھی۔ آپؐ نے ان کے لئے علیحدہ مکان کا انتظام فرمایا اور حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کو رخصتی کے لئے مکان کی تیاری کی ہدایات دیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: آنحضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے فرمان کے مطابق ہم نے اس کام کی تیاری شروع کی۔ وادی بطحا سے عمدہ قسم کی مٹی منگوائی۔ اس مکان کو لیپا پونچا، صاف کیا۔ پھر ہم نے اپنے ہاتھوں سے کھجور کی چھال درست کر کے دو گدے تیار، خرما اور منقیٰ سے خوراک تیار کی اور پینے کے لئے شیریں پانی مہیا کیا۔ پھر اس مکان کے ایک کونے میں لکڑی گاڑی تا کہ کپڑے اور مشکیزہ لٹکایا جا سکے۔ ان انتظامات پر حضرت عائشہؓ کا تبصرہ یہ تھا۔ **فما راینا عرسا احسن من عرس فاطمۃ** ہم نے فاطمہ کی شادی سے بہتر کوئی شادی نہیں دیکھی۔[41]

حضرت انسؓ اور حضرت عکرمہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے سیدہ فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کو حضرت ام ایمنؓ کے ہمراہ ان کے لئے تیار کردہ مکان کی طرف رخصت کیا۔ رخصتی کے وقت حضرت علیؓ کو نصیحت فرمائی کہ تم دونوں میرے آنے کا انتظار کرو۔ جب آپؐ وہاں تشریف لائے تو ام ایمنؓ کے ہمراہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ بھی موجود تھیں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم رسولؐ کی بیٹی کی تکریم و دلجوئی کے لئے آئی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: ہاں تو آپؐ نے ان کے لئے کلمات خیر ارشاد فرمائے اور دعا دی۔ اس کے بعد آپؐ نے ایک برتن میں پانی منگوا کر اس میں کلی ڈال دی اور نو بیاہتا جوڑے کے کندھوں، سینے اور بازوؤں پر چھڑک دیا اور حضرت فاطمہؓ سے فرمایا: اے فاطمہ! میں نے اس معاملے میں کوئی کوتاہی نہیں کی اور تمہارا نکاح اپنے خاندان کے بہترین فرد سے کیا ہے[42]

نبی کریمؐ کو حضرت فاطمہؓ سے جس قدر انس و محبت تھا۔ اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ جس مکان میں وہ رخصت ہو کر گئیں، وہ کاشانہ نبوت سے چند گلیوں کے فاصلے پر تھا اور نبی کریمؐ کو اتنی دوری بھی شاق گزر رہی تھی۔ چنانچہ ایک دن آپؐ کے پاس تشریف لائے تو اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں چاہتا ہوں تمہاری رہائش اپنے قریب لے آؤں۔ انہوں نے عرض کیا کہ اگر آپؐ حضرت حارثہ بن نعمانؓ سے بات

---

[39] Dhahabī, Shams ad-Dīn, *Siyar A'lām an-Nubalā'* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1400 AH/1980), "Dhikr Fāṭima bint Rasūl," 2:290; Ibn Ḥajar al-'Asqalānī, *Al-Iṣāba*, 4:2596.

[40] Muḥibb aṭ-Ṭabarī, Aḥmad ibn 'Abd Allāh, *Dhakhā'ir al-'Uqbā*, 30–31; Shāmī, Muḥammad ibn Yūsuf, *Subul al-Hudā wa ar-Rashād*, 11:38.

[41] Ibn Māja, Muḥammad ibn Yazīd, *As-Sunan*(Bayrūt: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1400 AH/1980), Kitāb an-Nikāḥ, "Bāb al-Walīma," Ḥadīth no. 1911.

[42] Ibn Sa'd, Muḥammad, *Aṭ-Ṭabaqāt al-Kubrā*, 8:23; Muḥibb aṭ-Ṭabarī, Aḥmad ibn 'Abd Allāh, *Dhakhā'ir al-'Uqbā*, 28.

کریں کہ وہ ہمارے ساتھ مکان کا تبادلہ کر لیں؟ تو آپؐ نے فرمایا: حارثہ پہلے ہی کئی مکانوں کا ہم سے تبادلہ کر چکا ہے۔ اب اس سلسلے میں ان سے بات کرتے مجھے شرم محسوس ہوتی ہے۔ باپ بیٹی کی اس گفتگو کی خبر کسی طرح حضرت حارثہؓ تک بھی پہنچ گئی۔ وہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوئے۔ یا رسول اللہ ﷺ! مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپؐ سیدہ فاطمہؓ کو اپنے قریب لانا چاہتے ہیں۔ میرا غریب خانہ بنو نجار کے گھروں میں سب سے زیادہ آپؐ کے گھر سے قریب ہے۔ بے شک میں اور میرا مال اللہ اور اس کے رسولؐ کا ہے۔ محب صادق کی اس بات پر نبی کریمؐ نے سیدہ فاطمہؓ کو حضرت حارثہؓ کے مکان میں منتقل کر دی[43]

نبی کریمؐ نے سیدہ فاطمہؓ کی پرورش، تربیت، نکاح اور اس کے بعد ان کے خانگی معاملات میں ہر طرح سے ان کی معاونت فرمائی۔ شاید آپؐ کو اس امر کا بھی احساس تھا کہ ان کی والدہ نہیں ہیں اور ماں باپ دونوں کا کردار آپؐ کو ہی ادا کرنا تھا اور اس لئے بھی چھوٹی ہونے کی وجہ سے وہ آپؐ کے دل کے بھی بہت قریب تھیں۔ ان کی شادی کے بعد بھی وقتاً فوقتاً ان کے ہاں تشریف لے جاتے۔ اگر میاں بیوی میں ناراضگی یا رنجش ہو جاتی تو اسے دور کراتے اور پھر اس امر پر نہایت خوش ہوا کرتے۔ شادی کے بعد آپؐ کی زندگی رہتی دنیا تک طبقہ نسواں کے لئے عمدہ مثال ہے۔ آپؓ گھر کا تمام کام خود انجام دیتی تھیں لیکن کبھی زبان پر حرفِ شکایت نہیں آیا۔ ایک بار کسی غزوہ کے مالِ غنیمت میں غلام آئے تو حضرت علیؓ نے نبی کریمؐ سے سیدہ فاطمہؓ کی مدد کے لئے ایک کنیز کا مطالبہ کیا۔ آپؐ اسی رات ان کے گھر تشریف لائے اور سیدہ فاطمہؓ کو تسبیح فاطمہ عنایت عطا فرمادی اور فرمایا: یہ تمہارے لیے خادم اور غلام سے بہتر ہے[44]

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ایک فرشتہ جو اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نہ اترا تھا، اس نے پروردگار سے اجازت مانگی کہ مجھے سلام کرنے حاضر ہو اور یہ خوشخبری دے کہ فاطمہؓ اہلِ جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہیں[45] حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرمؐ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنے اہل و عیال میں سب سے آخر میں جن سے ملاقات فرماتے، وہ حضرت فاطمہؓ ہوتیں اور سفر سے واپسی پر سب سے پہلے جن کے پاس آپؐ تشریف لاتے، وہ بھی حضرت فاطمہؓ ہوتیں نبی کریم ﷺ کو سیدہ فاطمہؓ سے اس قدر محبت تھی کہ اگر وہ کسی معاملے میں پریشان ہوتیں تو آپؐ ان سے بڑھ کر پریشان ہو جاتے اور ہر صورت ان کی پریشانی رفع کرنے کی کوشش کرتے۔ ایک بار اس طرح ہوا کہ حضرت علیؓ نے ابو جہل کی بیٹی جویریہ جو مسلمان ہو چکی تھیں، انہیں پیغامِ نکاح بھیجا۔ عورت چاہے وہ پیغمبر کی اولاد ہی کیوں نہ ہو، اس کے لئے سوکن کا وجود برداشت کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اگرچہ عرب معاشرے میں کثیر الازدواجی عام تھی اور مذہبی و معاشرتی لحاظ میں اس میں کوئی گناہ یا قباحت نہ تھی۔ لیکن حضرت فاطمہؓ کی تینوں بڑی بہنوں کے شوہروں کے ان کی حیات میں نبی کریمؐ کی صاحبزادیوں کی تکریم اور نبی اکرمؐ کے ساتھ رشتہ مصاہرت کی خوش بختی کو مد نظر رکھتے ہوئے دوسرا نکاح نہیں کیا۔ شاید حضرت فاطمہؓ کے ذہن میں یہی نقطہ رہا ہو گا۔ بہر حال حضرت فاطمہ کو حضرت علیؓ کے اس فیصلے سے بہت رنج ہو اور انہوں نے نبی کریمؐ کے پاس آ کر عرض کیا۔ بے شک آپؐ کی قوم کے لوگ یہ باتیں کرتے ہیں کہ آپؐ کو اپنی بیٹیوں کے لئے غصہ نہیں آتا۔ چنانچہ یہ علی ہیں جو ابو جہل کی ایک بیٹی سے نکاح کرنے والے ہیں۔

المسور بن مخرمة، قال: إن عليا خطب بنت ابي جهل فسمعت بذلك فاطمة فاتت رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقالت: يزعم قومك انك لا تغضب لبناتك , وهذا علي ناكح بنت ابي جهل، فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم فسمعته حين تشهد، يقول:" اما بعد انكحت ابا العاص بن

[43] . Ibn Sa'd, Muḥammad, *Aṭ-Ṭabaqāt al-Kubrā*, 8:253; Ibn Ḥajar al-'Asqalānī, *Al-Iṣāba*,4:2597.
[44] Walī ad-Dīn at-Tabrīzī, Muḥammad ibn 'Abd Allāh, *Mishkāt al-Maṣābīḥ* (Bayrūt: Al-Maktab al-Islāmī, 1406 AH/1985), Ḥadīth no. 2387.
[45] . Al-Ḥākim, *Al-Mustadrak 'alā aṣ-Ṣaḥīḥayn*, "Bāb Dhikr Manāqib Fāṭima," Ḥadīth no. 4739.

الربيع فحدثني وصدقني، وإن فاطمة بضعة مني و إني اكره ان يسوءها والله لا تجتمع بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم وبنت عدو الله عند رجل واحد" , فترك علي الخطبة , وزاد محمد بن عمرو بن حلحلة، عن ابن شهاب عن علي بن الحسين، عن مسور، سمعت النبي صلى الله عليه وسلم وذكر صهرا له من بني عبد شمس فاثنى عليه في مصاهرته إياه فاحسن، قال:" حدثني فصدقني ووعدني فوفى لي."

حضرت مسور بن مخرمہؓ جو اس موقع پر موجود تھے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوگئے اور آپؐ نے بر سرِ منبر اور علی الاعلان ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے تین مرتبہ یہ بات ارشاد فرمائی۔ کہ میں بنو ہشام بن مغیرہ کو ہر گز اجازت نہیں دوں گا الا یہ کہ ابو طالب کا بیٹا میری لختِ جگر کو طلاق دے دے اور ان (بنو ہشام) کی بیٹی سے نکاح کر لے۔ فاطمہؓ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جو اسے بے قرار کرے گا وہ مجھے بے قرار کرے گا۔ جو اسے اذیت پہنچائے گا وہ مجھے اذیت پہنچائے گا۔ میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہیں ٹھہراتا لیکن اللہ کی قسم! اللہ کے رسولؐ اور اللہ کے دشمن کی بیٹی کبھی ایک شخص کے نکاح میں جمع نہیں ہوں گی۔ نبی کریمؐ کی ناراضگی کا یہ عالم دیکھ کر حضرت علیؓ نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔[46]

روایات کے مطابق سیدہ فاطمہ الزہرا کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی پدری محبت و شفقت اور تعلق میں آخر تک کوئی فرق نہیں آیا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں: نبی کریمؐ کی مرض الوفات میں ہم سب ازواج آپؐ کے گرد بیٹھی تھیں کہ سیدہ فاطمہؓ ٹھیک رسول مقبولؐ کی چال چلتی ہوئی تشریف لائیں۔ آپؐ نے انہیں دیکھا تو خوش آمدید کہا اور اپنے دائیں یا بائیں بٹھالیا۔ اس کے بعد ان کے کان میں سرگوشی کی تو وہ بے ساختہ رونے لگیں۔ جب آپ نے انہیں روتے دیکھا تو ان کے کان میں ایک اور سرگوشی کی جس سے وہ رونا بھول کے ہنسنے لگیں۔ سیدہ عائشہؓ کا کہنا ہے کہ مجھے سرگوشی کے لئے سیدہ فاطمہ کی تخصیص اور ان کے رونے ہنسنے کی وجہ سمجھ نہ آئی۔ جب حضور اکرمؐ اٹھ گئے تو میں نے سیدہ فاطمہؓ سے اس رازدارانہ گفتگو کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ یہ میرا اور میرے والد کا راز ہے جسے میں ظاہر نہیں کروں گی۔ سیدہ عائشہؓ کہتی ہیں کہ میرے دل میں اس گفتگو کے بارے میں تجسس رہا۔ جب اللہ کے رسولؐ کا وصال ہو گیا تو میں نے سیدہ فاطمہ پر اپنا حق (ماں کی حیثیت سے) جتاتے ہوئے ان سے اس دن کی رازدارانہ گفتگو کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: ہاں اب میں بتاتی ہوں۔ پہلی سرگوشی میں آپؐ نے مجھے اپنے وصال کی اطلاع دی اور صبر کی تلقین کی جس پر میں رو پڑی جیسا کہ آپؓ نے دیکھا تھا۔ پھر آپؐ نے مجھے یہ بتایا کہ اہلِ بیت میں سے میں سب سے پہلے ان سے جاملوں گی۔ تو اس خبر پر میں ہنس پڑی۔[47].

---

46 . Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl, *Aṣ-Ṣaḥīḥ*, Kitāb an-Nikāḥ, "Bāb Dhabb ar-Rajul 'an Ibntihi," Ḥadīth no. 2223; Muslim ibn al-Ḥajjāj, *Aṣ-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Faḍā'il, "Bāb min Faḍā'il Fāṭima," Ḥadīth no. 5112; At-Tirmidhī, Muḥammad ibn 'Īsā, *Jāmi' at-Tirmidhī*, Abwāb al-Manāqib, "Bāb mā jā'a min Faḍl Fāṭima," Ḥadīth no. 3836; Balādhurī, Aḥmad ibn Yaḥyā, *Ansāb al-Ashrāf*, 2:32; Ibn Ḥajar al-'Asqalānī, *Fatḥ al-Bārī* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1400 AH/1980), Kitāb an-Nikāḥ, "Bāb Dhabb ar-Rajul 'an Ibntihi," 9:270; Ibn Māja, Muḥammad ibn Yazīd, *As-Sunan*, Abwāb an-Nikāḥ, "Bāb al-Ghayra," Ḥadīth no. 1998; Ibn Sayyid an-Nās, Muḥammad ibn 'Abd Allāh, *'Uyūn al-Athar*, 2:366; Ad-Diyār Bakrī, Ḥusayn ibn Muḥammad, *Tārīkh al-Khamīs*, 1:412.

47 Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl, *Aṣ-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Manāqib, "Bāb 'Alāmāt an-Nubuwwa fī al-Islām wa Bāb Manāqib Fāṭima," Ḥadīth no. 4434; Muslim ibn al-Ḥajjāj, *Aṣ-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Faḍā'il, "Bāb min Faḍā'il Fāṭima," Ḥadīth no. 6313; Al-Bannā', *Al-Fatḥ ar-Rabbānī* (Bayrūt: Dār

مبحث سوم: نبی رحمت ﷺ کا نواسیوں کے ساتھ ساتھ جذباتی وروحانی تعلق

نبی کریم ؐکا محبت اور شفقت کا تعلق صرف اپنی صاحبزادیوں کے ساتھ ہی مخصوص ہی نہ تھا بلکہ ان کی اولادوں سے بھی بے تحاشا محبت وعنایت کا معاملہ فرماتے تھے۔ان کی تعلیم وتربیت کا خیال رکھتے تھے اور ان سے لاڈپیار کرتے تھے۔اولاد کی اولاد سے محبت، کشش، ان کی معصومانہ اداؤں کا دل پر اثر ہونا اور ان کی مٹھاس بھری باتوں سے لطف اٹھانا انسانی فطرت کا حصہ ہے۔یہ عمومی مشاہدہ ہے کہ والدین کا پوتوں، نواسوں سے قلبی لگاؤ اپنی اولاد سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔۔محسنِ انسانیتؐ نے ہر رشتے کے حوالے سے امت کے لئے وہ روشن اسوہ چھوڑا کہ جو اس راہ کی پیروی کرنا چاہے، اس کی دنیاو آخرت روشن ہو جائے۔روایات کے مطابق نبی کریم ﷺ کی تین نواسیاں تھیں جنہیں آپؐ کا سایہ شفقت نصیب ہوا۔آپؐ نے عام انسانوں کی طرح ان سے لاڈپیار اور تعلیم امت کی غرض سے ان کے لئے غیر معمولی محبت وشفقت کا مظاہرہ فرمایا۔ان بچوں سے محبت و شفقت کے اظہار کے لئے اپنی شخصی بڑائی یا پیغمبرانہ فضیلت کو بھی کبھی آڑے نہیں آنے دیا۔ان بچوں میں سے کسی کو اگر کوئی تکلیف اور مشکل پیش آئی تو آپؐ نے اسے دل پر محسوس کیا اور اس کا اکثر اظہار بھی فرمایا۔

1. سیدہ امامہؓ، سیدہ ام کلثومؓ اور سیدہ زینبؓ کے ساتھ محبت کے واقعات

حضرت امامہ بنت ابو العاصؓ نبی کریمؐ کی سب سے بڑی نواسی تھیں۔سیدہ امامہؓ کی والدہ حضرت زینب بنت محمد ﷺ اور والد حضرت ابو العاص بن ربیعؓ تھے۔حضرت ابی العاصؓ کی والدہ ہالہ بنت خویلد، حضرت خدیجہؓ کی سگی بہن تھیں۔اس اعتبار سے سیدہ زینبؓ اور سیدنا ابو العاص خالہ زاد بھی تھے۔حضرت ابو امامہؓ سے نبی کریمؐ نہایت محبت فرماتے تھے۔ابو قتادہؓ انصاری آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم لوگ مسجدِ نبویؐ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ دفعتاً آپؐ نماز کے لئے تشریف لائے اور آپؐ نے حضرت امامہؓ کو اپنے دوش مبارک پر اٹھایا ہوا تھا۔آپؐ نے اسی حالت میں نماز ادا فرمائی۔جب آپؐ سجدہ میں جاتے تو انہیں اتار دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو اٹھا لیتے۔[48]

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک بار آپؐ کی خدمت میں بیش قیمت ہار پیش کیا گیا۔اس وقت تمام ازواج مطہرات آپؐ کے پاس تشریف فرما تھیں اور حضرت امامہؓ دور صحن میں کھیل رہی تھیں۔آپؐ نے فرمایا: **لادفعنها الی احب اهلی امنها** میں یہ ہار اس کو دوں گا، جو میرے اہل بیت میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔سب کو لگا کہ آپؐ یہ ہار حضرت عائشہؓ کو دیں گے لیکن آپؐ نے حضرت امامہ کو بلایا، پھر آپؐ نے وہ ہار حضرت امامہؓ کے گلے میں پہنا دیا۔[49]

ایک بار سیدہ امامہؓ کی آنکھ میں کچھ لگا ہوا تھا تو آپؐ نے اپنے دستِ مبارک سے صاف کیا۔نجاشی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں چاندی کی

al-Kutub al-'Ilmiyya, 1400 AH/1980), Abwāb mā jā'a fī Dhikr Awlādihi wa Ahl Baytihi, 22:92; Muḥibb aṭ-Ṭabarī, Aḥmad ibn 'Abd Allāh, *Dhakhā'ir al-'Uqbā*, 39; Ibn Sa'd, Muḥammad, *Aṭ-Ṭabaqāt al-Kubrā*, 8:26; Balādhurī, Aḥmad ibn Yaḥyā, *Ansāb al-Ashrāf*, 1:552;Abū 'Abd Allāh, *Mishkāt al-Maṣābīḥ* (Bayrūt: Al-Maktab al-Islāmī, 1400 AH/1980), "Bāb Manāqib Ahl Bayt an-Nabī," 568; Dhahabī, Shams ad-Dīn, *Siyar A'lām an-Nubalā'*, 2:130.

[48]. Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl, *Al-Jāmi' aṣ-Ṣaḥīḥ*, "Bāb Idhā Jammala Jāriya 'alā 'Unqihi fī aṣ-Ṣalāt," Ḥadīth no. 516; An-Nasā'ī, Aḥmad ibn Shu'ayb, *As-Sunan* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1400 AH/1980), Kitāb al-Masājid, "Bāb Idkhāl aṣ-Ṣibyān fī al-Masājid," Ḥadīth no. 711.

[49]. Aḥmad ibn Ḥanbal, *Al-Musnad* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1400 AH/1980), Musnad 'Ā'isha Ṣiddīqa, 41:232.

انگوٹھی بھیجی، آنحضرت ﷺ نے وہ انگوٹھی سیدہ امامہؓ کو عطا فرمائی۔ سیدہ زینب کی وفات کے بعد حضرت امامہؓ نے اپنے نانا اور والد کی زیرِ سرپرستی پرورش پائی۔ نبی کریم ﷺ کے وصال کے وقت وہ سنِ شعور کو پہنچ چکی تھیں۔ ۱۲ھ میں ان کے والد ابو العاصؓ نے وفات پائی۔ انہوں نے اپنے آخری وقت میں اپنی بیٹی امامہ کے متعلق اپنے ماموں زاد بھائی حضرت زبیر بن العوامؓ کو وصیت کی کہ وہ سیدہ امامہ کی سرپرستی کریں اور ان کی شادی وغیرہ کا انتظام کریں۔

روایات میں ہے کہ حضرت فاطمہ الزہراؓ نے اپنے انتقال سے قبل حضرت علیؓ کو وصیت فرمائی کہ اگر میرے بعد نکاح کریں تو میری بڑی بہن کی بیٹی امامہ کے ساتھ کریں۔ وہ میری اولاد کے حق میں میری قائم مقام ہوں گی۔ چنانچہ اس وصیت کے مطابق حضرت علیؓ نے ۱۲ھ میں حضرت امامہ بنت العاص سے نکاح کیا۔ حضرت زبیر بن العوامؓ نے اپنی نگرانی میں ان کی شادی حضرت علیؓ سے کر دی[50].

نبی کریم ﷺ کی دوسری نواسی حضرت ام کلثومؓ تھیں۔ یہ بھی نبی کریمؐ کی حیات مبارکہ میں پیدا ہوئیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ فاطمہ الزہراؓ اور والد محترم سیدنا علی کرم اللہ وجہہ تھے۔ ان کی والدہ نے اور ایک روایت کے مطابق ان کے نانا جان نے ان کا نام ام کلثوم رکھا۔ نبی کریمؐ کے وصال کے وقت ان کی عمر پانچ سال کے قریب تھی۔ معروف روایات کے مطابق ان کا نکاح حضرت عمرؓ سے ہوا اور چالیس ہزار درہم حق مہر مقرر ہوا۔ اسی وجہ سے حضرت عمرؓ کو دامادِ علی کہا جاتا ہے۔ ان کے بطن سے حضرت عمرؓ کے دو بچے زید اکبر اور رقیہ ہوئے۔ سیدہ ام کلثومؓ اور ان کے بیٹے زید کا انتقال ایک ہی وقت میں ہوا۔ حضرت حسنؓ نے نماز جنازہ کی امامت کے لئے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو آگے کیا[51].

2. نواسیوں کی تعلیم وتربیت اور واقعہ کربلا میں سیدہ زینبؓ کا کردار

حضرت زینب بنت علیؓ، آپؐ کی تیسری نواسی تھیں۔ آپ کی والدہ فاطمہ بنت محمدؐ اور والد علی بن ابو طالب تھے۔ سیدہ زینبؓ نے نبی مکرمؐ کی زیارت کی۔ جب آپؓ کی ولادت ہوئی تو نبی کریمؐ مدینہ منورہ سے باہر تھے۔ تین دن بعد واپس تشریف لائے اور حسبِ معمول پہلے حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ بچی کو گود میں لیا، دہن مبارک میں کھجور چبائی اور لعاب مبارک بچی کے منہ میں ڈالا اور ان کا نام زینب رکھا اور فرمایا: یہ اپنی نانی کے ہم شبہ ہیں یعنی حضرت خدیجہ الکبریٰ سے مشابہ ہیں۔ آپؐ کے وصال کے وقت ان کی عمر قریب سات سال تھی۔ حضرت زینب کا نکاح عبداللہ بن جعفر طیارؓ سے ہوا۔ آپ کی اولاد امجاد میں عون، محمد، عبداللہ، عباس اور ام کلثومؓ شامل ہیں۔ عون اور محمدؒ کربلا میں حضرت امام حسینؓ کے ہمراہ شہید ہوئے۔ کتب سیر میں سیدہ زینبؓ کے اکسٹھ القابات مذکور ہیں۔ ثانی زہرا، عالمہ غیر معلمہ، نائبۃ الزہرا، عقیلہ بنی ہاشم، نائبۃ الحسین، صدیقہ صغریٰ، محدثہ، زاہدہ، فاضلہ، شریکۃ الحسین، راضیہ بالقدر والرضاء۔ آپؓ ام المصائب کے نام سے بھی مشہور ہوئیں۔ سیدہ زینبؓ علم و فضل میں پورے بنو ہاشم بلکہ قریش میں ممتاز تھیں۔ فصاحت و بلاغت و زودِ بیاں والد سے ورثے میں ملا تھا۔ نہایت خوبصورت خاتون تھیں۔ سیدہ زینبؓ سفر کربلا میں امام حسینؓ کے ہمراہ تھیں۔ واقعہ کربلا کے بعد کا آپ کا کردار بہت اہم ہے۔ سانحہ کربلا کے بعد آپؓ دمشق لے جائی گئیں۔ دربارِ یزید میں آپؓ نے جو خطبہ دیا، وہ بہت معروف ہے۔ آپؓ نے یزیدی لشکر کے مظالم کو بیان کیا اور لوگوں کو حقیقت سے آگاہ کیا۔ آپؓ نے فرمایا: اے یزید! کیا تو سمجھتا ہے کہ تو نے ہم پر زمین کے گوشے اور آسمان کے کنارے تنگ کر دیئے ہیں اور آلِ رسولؐ کو رسیوں اور زنجیروں میں جکڑ کر در بدر پھرانے سے تو خدا کی بارگاہ میں سرفراز ہوا اور تیرے خیال میں ہم رسوا ہوئے ہیں۔ تیرے خیال میں کیا ہم مظلوم ہو

[50] .[50] Qasṭallānī, Aḥmad ibn Muḥammad, *Al-Mawāhib al-Laduniyya ma'a Sharḥ az-Zarqānī* "Faṣl fī Dhikr Awlādihi al-Kirām:322/5/4

[51] Dhahabī, Shams ad-Dīn, *Siyar A'lām an-Nubalā'*:234:7

کر ذلیل ہو گئے ہیں اور تو ظالم بن کر سربلند ہوا ہے۔ کیا تو سمجھتا ہے کہ ہم پر ظلم کر کے خدا کی بارگاہ میں تجھے شان و مقام حاصل ہو گیا ہے۔ آج تو اپنی ظاہری فتح کی خوشی میں سرمست ہے، مسرت و شادمانی سے سرشار ہو کر اپنے غالب ہونے پر اترا رہا ہے اور خلافت کے ہمارے مسلمہ حقوق کو غصب کر کے خوشی و سرور کا جشن منانے میں مشغول ہے۔ اپنی غلط سوچ پر مغرور نہ ہو اور ہوش کے ناخن لے۔ کیا تو نے خدا کا یہ فرمان بھلا دیا ہے کہ ہم جو انہیں مہلت دے رہے ہیں یہ ان کی جانوں کے لئے بہتر ہے۔ ہم تو یہ مہلت صرف اس لئے دے رہے ہیں کہ وہ گناہ میں بڑھ جائیں اور ان کے بلآخر دردناک عذاب ہے[52].

آپؓ کے خطبہ نے یزیدیت کی بنیاد کو کھوکھلا کر دیا۔ یہ خطبہ بنو امیہ کی حکومت کی خاتمے کی ابتداء ثابت ہوا۔ سیدہ زینب کا انتقال ۱۵ رجب ۶۲ھ کو دمشق میں ہوا اور وہیں آپؓ کی تدفین کی گئی۔

نبی کریمؐ کی اپنی صاحبزادیوں اور پھر ان کی اولادوں بالخصوص بیٹیوں کے حوالے سے اسوہ حسنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کی ان کی تعلیم و تربیت پر کس قدر نظر تھی اور آپؐ انہیں قابلِ فخر انسان بنانے کے کس قدر خواہاں رہتے تھے۔ محبت و شفقت کے ساتھ ساتھ ان کی تعلیم کا کوئی موقع بھی لاڈ پیار کی وجہ سے نظر انداز نہیں کرتے تھے۔ جہاں آپؐ نے بنات طاہرات اور نواسیوں کے ساتھ غیر معمولی محبت و عنایت کا معاملہ فرمایا، وہاں یہ طبعی و فطری پیار انہیں معاشرے کا بہترین فرد اور لائقِ فخر مسلمان بنانے کے راستے میں حائل نہیں ہو سکا۔ اس معاملے میں جہاں ان کی دنیوی و اخروی فلاح اور عزت و رفعت مقصود تھی، وہاں امت کے لئے ایک لائقِ تقلید نمونہ بھی چھوڑنا تھا۔ اس لئے آپؐ نے کبھی ان کی معمولی سی معمولی غلطی کے معاملے میں چشم پوشی سے کام نہیں لیا۔ اگر ان سے کوئی حرکت بھی ناشائستہ اور نامناسب سرزد ہوتی، آپؐ اس پر ان کی گرفت فرماتے تھے۔

حضور اکرم ﷺ کو اپنے اہل و عیال اور اقارب سے بے تحاشا محبت تھی جس کا آپؐ نے مختلف مواقع پر اظہار بھی فرمایا۔ بچپن میں وفات پانے والی اولادیں، شادی شدہ بیٹیاں، نواسے نواسیاں، چچازاد اور پھوپھی بہنیں سب آپؐ کی رحمت و محبت سے بہرہ ور ہوئیں۔ کتب حدیث و سیرت میں مذکور واقعات اس امر کی نشان دہی کرتے ہیں کہ آپؐ کے ہاں اقارب خواتین کے فطری جذبہ محبت بدرجہ کمال موجود تھا۔ آپؐ نے جس طرح ان سب کے ساتھ محبت و شفقت کا اظہار فرمایا وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ایسا کرنا تقویٰ، رہنمائی، بزرگی اور پیغمبری کے منافی نہیں ہے۔ بعض لوگ خصوصاً مذہبی افراد مصنوعی سنجیدگی و بزرگی خود پر طاری کئے رکھتے ہیں اور اہل خانہ سے محبت کے اظہار کو بڑائی کے منافی عمل سمجھتے ہیں۔ انہیں یہ حقیقت معلوم نہیں ہے کہ شفقت و محبت کے اظہار میں بخل کا طرزِ عمل اختیار کرنا شخصی کمزوری یا کسی نفسیاتی الجھن کی غمازی کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ چونکہ کامل شخصیت کے حامل تھے اس لئے اس باب میں بھی آپؐ کی شخصیت کا بھرپور اظہار ملتا ہے۔

خلاصہ بحث

اس تحقیقی مطالعہ سے یہ حقیقت سامنے آئی کہ نبی رحمت ﷺ نے اپنی صاحبزادیوں اور نواسیوں کے ساتھ جس محبت، شفقت اور روحانی تعلق کا اظہار فرمایا، وہ ایک لازوال نمونہ ہے۔ آپ ﷺ نے نہ صرف والد کی حیثیت سے اپنی بیٹیوں کو عزت و مقام دیا بلکہ ان کی عملی و ایمانی تربیت بھی کی۔ نواسیوں کے ساتھ آپ ﷺ کی شفقت نے یہ واضح کیا کہ اسلام میں خاندانی رشتے صرف جذباتی وابستگی تک محدود نہیں بلکہ ان میں روحانی و اخلاقی تربیت کی گہرائی بھی شامل ہے۔ اس تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا طرزِ عمل ایک مثالی خاندانی ڈھانچے کی تشکیل

52 . Aḥmad Zakī Ṣafwat, *Jamharat Khuṭab al-‘A rab*(Bayrūt: Al-Maktaba al-‘Ilmiyya, 1432 AH/2011),2:137.

کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ یہ مطالعہ عصر حاضر کے مسلمان گھرانوں کے لیے ایک پیغام ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی سنت کو اختیار کرتے ہوئے محبت، شفقت اور روحانیت پر مبنی خاندانی زندگی قائم کریں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

* Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ash'ath. *As-Sunan*. Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1980.
* Aḥmad ibn Ḥanbal. *Al-Musnad*. Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1980.
* Al-Balādhurī, Aḥmad ibn Yaḥyā. *Ansāb al-Ashrāf*. Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1980.
* Al-Bannā', Aḥmad ibn Muḥammad. *Al-Fatḥ ar-Rabbānī*. Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1980.
* Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl. *Aṣ-Ṣaḥīḥ*. Riyadh: Dār as-Salām Publishers, 2007.
* Al-Dhahabī, Shams ad-Dīn. *Siyar A'lām an-Nubalā'*. Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1980.
* Al-Ḥākim an-Naysābūrī, Muḥammad ibn 'Abd Allāh. *Al-Mustadrak 'alā aṣ-Ṣaḥīḥayn*. Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1990.
* Al-Bayhaqī, Aḥmad ibn al-Ḥusayn. *As-Sunan al-Kubrā*. Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1980.
* Al-Bayhaqī, Aḥmad ibn al-Ḥusayn. *Dalā'il an-Nubuwwa*. Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1980.
* Al-Diyār Bakrī, Ḥusayn ibn Muḥammad. *Tārīkh al-Khamīs*. Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1980.
* Al-Muqrī, Abū Bakr. *Mu'jam Ibn al-Muqrī*. Riyadh: Maktaba ar-Rushd, 1992.
* Al-Qaḍā'ī, Shihāb ad-Dīn. *Musnad Shihāb*. Lahore: Maktaba Islāmiyya, 1980.
* Al-Qasṭallānī, Aḥmad ibn Muḥammad. *Al-Mawāhib al-Laduniyya ma'a Sharḥ az-Zarqānī*. Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1980.
* Al-Shāmī, Muḥammad ibn Yūsuf. *Subul al-Hudā wa ar-Rashād*. Lahore: Zāwiya Publishers, 2013.
* Al-Suyūṭī, Jalāl ad-Dīn. *Tārīkh al-Khulafā'*. Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1980.
* Al-Tirmidhī, Muḥammad ibn 'Īsā. *Jāmi' at-Tirmidhī*. Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1980.
* Aḥmad Zakī Ṣafwat. *Jamharat Khuṭab al-'Arab*. Beirut: Al-Maktaba al-'Ilmiyya, 2011.
* Ibn 'Abd al-Barr, Yūsuf ibn 'Abd Allāh. *Al-Istī'āb*. Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1980.
* Ibn 'Asākir, 'Alī ibn al-Ḥasan. *Mukhtaṣar Tārīkh Dimashq*. Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1980.
* Ibn Athīr, 'Alī ibn Muḥammad. *Usd al-Ghāba*. Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1980.
* Ibn Hishām, Muḥammad ibn Isḥāq. *Sīrat an-Nabawiyya*. Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1980.
* Ibn Ḥajar al-'Asqalānī, Aḥmad ibn 'Alī. *Al-Iṣāba*. Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1980.
* Ibn Ḥibbān, Abū Ḥātim Muḥammad. *Kitāb ath-Thiqāt*. Beirut: Dār al-Fikr, 1975.
* Ibn Māja, Muḥammad ibn Yazīd. *As-Sunan*. Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1980.
* Ibn Qayyim, Shams ad-Dīn. *Zād al-Ma'ād fī Hudā Khayr al-'Ibād*. Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1980.
* Ibn Sa'd, Muḥammad. *Aṭ-Ṭabaqāt al-Kubrā*. Beirut: Dār al-Fikr, 1980.
* Ibn Sayyid an-Nās, Muḥammad ibn 'Abd Allāh. *'Uyūn al-Athar*. Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1980.
* Kāndhlawī, Muḥammad Idrīs. *Sīrat al-Muṣṭafā*. Karachi: Al-Ṭāf & Sons, 1980.
* Muḥibb aṭ-Ṭabarī, Aḥmad ibn 'Abd Allāh. *Dhakhā'ir al-'Uqbā*. Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1980.
* Mullā 'Alī Qārī. *Mirqāt al-Mafātīḥ*. Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1980.
* Muslim ibn al-Ḥajjāj. *Aṣ-Ṣaḥīḥ*. Riyadh: Dār as-Salām Publishers, 2007.
* Qāḍī Sulaymān Manṣūr Pūrī. *Raḥma lil-'Ālamīn*. Karachi: Al-Ṭāf & Sons, 1980.
* Walī ad-Dīn at-Tabrīzī, Muḥammad ibn 'Abd Allāh. *Mishkāt al-Maṣābīḥ*. Beirut: Al-Maktab al-Islāmī, 1985.

- Zarqānī, Muḥammad ibn ‘Abd al-Bāqī. *Sharḥ az-Zarqānī ‘alā al-Mawāhib al-Laduniyya*. Beirut: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyya, 1980.
- ‘Alī Muttaqī al-Hindī. *Kanz al-‘Ummāl*. Beirut: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyya, 1980.
- Haythamī, Nūr ad-Dīn ‘Alī. *Majma‘ az-Zawā’id*. Beirut: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyya, 1980.
- Ibn Isḥāq, Muḥammad ibn Yasār. *Sīrat an-Nabawiyya*. Beirut: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyya, 1977.
- Ibn Kathīr, Ismā‘īl ibn ‘Alī. *Al-Bidāya wa an-Nihāya*. Beirut: Dār al-Fikr, 1980.